ضبط و ترتیب
ابوالراشد ۔ ادارۂ الحق

ارشادات حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مدظلہٗ

حکمتِ نکاح اور خوشگوار ازدواجی زندگی

اپنے حالیہ سفر پاکستان کے دوران یہ تقریر حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب مدظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لاہور کی ایک تقریبِ نکاح میں ارشاد فرمائی۔ ـــــ ادارہ ـــــ

ومن آیاتہٖ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃً ورحمۃً۔ الآیۃ ۔ اس آیت کریمہ میں نکاح کو اللہ کی آیات میں سے ایک آیت کہا گیا ہے۔ تو یہ جو فعل ہے نکاح اسے تو رات دن انسان برتتے رہتے ہیں۔

اس میں نشانی یا آیت ہونے کی کیا بات ہے تو اس کے بارہ میں عرض ہے، کہ نکاح میں ایک بات ایسی ہے جو انسان کے بس کی نہیں ہے۔ محض حق تعالیٰ کی قدرت سے پیدا ہوتی ہے۔ مرد عورت دو انسان ہیں، دونوں اجنبی ہیں، ایک کا دوسرے سے کوئی ربط نہیں اور نکاح سے پہلے ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہوئی تو دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا اس لئے کہ کوئی تعلق نہیں، اور نکاح کے دو حرف پڑھتے ہی ایک دم قلوب بدل جاتے ہیں، ایک یگانگت اور الفت اور ایک تعلق فوری طور پر محسوس ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی اس وقت کہہ دے کہ عورت سے یا مرد سے کہ دوسرے کو تکلیف ہوئی، تو قلب میں تشویش پیدا ہو جائے گی۔ یہ رابطہ قلبی یکدم قائم کر دینا یہ آیتِ خداوندی ہے کہ ایک منٹ پہلے کچھ نہ تھا، ایک منٹ بعد ربط باہمی پیدا ہو گیا اس سے گویا نکاح کی خاصیت معلوم ہوتی ہے۔ اس کے مقاصد تو جو ہیں سو ہیں ہی، مگر پہلی خاصیت جو اس پر مرتب ہوتی ہے۔ وہ علاقہ باہمی اور رابطۂ باہمی ہے اور ربط بھی اتنے عموم کے ساتھ کہ اس ایک رابطے سے پھر ہزاروں رابطے پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ محض دو نہیں جڑتے بلکہ دو کے ساتھ سینکڑوں جڑ جاتے ہیں، خاوند کے عزیز بیوی کے عزیزوں کے ساتھ مربوط ہو جاتے ہیں۔ ایک خاندانی علاقہ قائم ہو جاتا ہے۔ اس واسطے تعلقات کی دو ہی نوعیتیں قرآن کریم میں ارشاد ہوئیں۔ فرمایا:

ھو الذی خلق لکم من الماء بشراً فجعلہٗ نسباً و صھراً۔ تعلق دو ہیں، ایک تو ہیں جدی رشتے اور

ایک صہری رشتے جو ازدواجی تعلق سے پیدا ہو جاتے ہیں تو جیسے ایک میں شاخ در شاخ عزیز ہیں اعمام ہیں، چچا تایا کے بھائی ہیں وہی نوعیت یہاں بھی ہوتی ہے۔ ساس، سسر اور ان کے عزیز۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رشتہ نکاح کی خاصیت ربط باہمی اور عموم ربط ہے کہ دو کا نہیں سینکڑوں کا باہمی ربط قائم کر دیا گیا پھر تعلق در تعلق ہوتے ہوتے دور دور تک اس کے اثرات پہنچتے ہیں۔

——اور چونکہ اسلام کا ایک عظیم الشان مقصد ربط اور اتحاد باہمی قائم کرنا ہے اور یہ ایک عظیم مقصد ہے اسلام کا اور اس کا ذریعہ ہے نکاح بھی تو شریعت اسلام نے نکاح کو بہت اہمیت دی اور اسکی ترغیب بھی دی——چنانچہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مقصد ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا ہے۔ یعنی جو بندے خدا سے ٹوٹ گئے انہیں اللہ سے جوڑنا اور جو بندے باہمی ٹوٹ گئے انہیں آپس میں جوڑنا تعلق مع الخالق اور تعلق مع الخلق دونوں رشتوں کو مضبوط کرنا اور صحیح اصول پر قائم کرنا یہ اسلام کا ایک عظیم مقصد ہے اور نکاح اس کا ذریعہ ہے۔ تو انبیاءؑ کو نکاح عزیز ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔ نکاح میرا طریقہ ہے جو اس سے گریز کریگا وہ مجھ میں سے نہیں۔ ایک تو ہے مجبوری سے نکاح نہ کرنا کہ حالات سازگار نہیں ہیں اور ایک گریز اور اعراض کہ معاذ اللہ اس کو فضول سمجھے فرمایا کہ وہ میری جماعت میں شامل نہیں تو اسے اپنی قرار دیا ہے۔ سنّت مرسلین ہے۔ حضرت آدم سے یہ سنّت چلی تو مستمراً تمام انبیاء میں ہوتی آئی اس لئے فرمایا کہ یہ میری سنّت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے اس تعلق کو مضبوط رکھنے کی سعی بھی فرمائی۔ اور یہی وجہ ہے کہ نکاح توڑنے والی چیز ہے طلاق۔ تو طلاق کو فرمایا گیا کہ: ابغض المباحات عند اللہ الطلاق۔ جائز چیزوں میں جس چیز سے اللہ کو سب زیادہ بغض ہے وہ طلاق ہے۔ اس لئے کہ وہ اس رشتے کو توڑتی ہے۔ جائز تو اس لئے کہ بعض حالات مجبوری کے پیش آئے مگر اس کے باوجود سب سے زیادہ بغض اس کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ ذریعہ ہے قطع نکاح کا اور یہ ذریعہ بنتا ہے قطع تعلقات کا اس سے انتشار پھیلتا ہے، قوم میں، خاندانوں میں، اس واسطے اسے مبغوض قرار دیا گیا۔ انبیاء کے ہاں اتحاد کیطرح وسائل اتحاد بھی عزیز ہیں کہ کسی طرح باقی رہیں اس کے بالمقابل شیاطین کا مقصد ہے دنیا میں عداوت انتشار اور تفریق پیدا کرنا، اس تعلق میں فرق پڑے تو یہ شیاطین کی انتہائی خوشنودی کا ذریعہ بنتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ شیطان روزانہ اپنا تخت سمندر پر بچھاتا ہے۔ اور اس لئے کہ مشابہت پیدا کرے حق تعالیٰ سے کہ اس کا عرش پانی پر ہے۔ اس کے لشکرِ شیاطین درغلانے والے آ آکر اسے رپورٹ دیتے ہیں۔ تو ایک آتا ہے کہ میں نے فلاں سے جھوٹ کہلوادیا۔ تو شیطان کہتا ہے کہ بڑا کام کیا تو نے مگر کوئی اتنی بڑی بات نہیں کی ایک آکر کہتا ہے کہ چوری کروادی۔ غرض گناہوں کی فہرستیں دیتے ہیں مگر وہ کہتا ہے، بہتر ہے مگر قابلِ انعام

بات نہیں، پھر آکر کہتا ہے کہ میں نے خاوند اور بیوی میں لڑائی کر وادی تو یہ اُٹھ کر اسے لپٹ جاتا ہے۔ کہ تو ہے میرا سپوت، اس لئے کہ اس سے جتنا عداوت اور ربط باہمی کا توڑ پیدا ہوتا ہے، اور کاموں سے اتنا نہیں اوّل تو دو آدمی ٹوٹتے ہیں۔ وہ ٹوٹے تو پھر دونوں کے عزیز بھی باہم ٹوٹتے ہیں۔ اگر بااثر ہوں تو دونوں کے زیرِ اثر بستی کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ اور زیادہ بااثر ہیں بادشاہ اور بیگم شاہ ہیں تو لڑائی دونوں فوجوں میں جڑ جائے گی ملکوں میں انتشار پیدا ہوگا۔

غرض یہ چیز انتشار نااتفاقی اور ٹوٹ پھوٹ کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس کے ساتھ پھر سینکڑوں گناہ سرزد ہونے لگتے ہیں، غیبتیں الگ، چغلخوری الگ جھوٹ الگ مقدمہ بازی الگ تہمت طرازی الگ ایک گناہ میں سینکڑوں گناہ چھپے ہوتے ہیں، اس لئے شیطان اسے لپٹ جاتا ہے کہ تو نے بڑا کام کیا۔ ادھر انبیاء کا مقصد یہ ہے کہ تعلق مضبوط رہے، شیاطین کا یہ کہ ٹوٹ جائے، بالمقابل دو قوتیں ہیں۔

اس واسطے شریعت اسلام نے زوجین کو مناسب حال ہدائتیں دیں تاکہ رشتہ مضبوط رہے مرد کو شفقت و کرم کا امر کیا کہ لطف و مدارات سے عنایات سے پیش آئے اور عورت کو حکم اطاعت کا تابعداری کا دیا۔ ارشادِ نبویؐ ہے: ان اکرم المومنین احسنکم اخلاقًا والطفکم اھلاً۔ تم میں سے سب سے زیادہ قابلِ تکریم وہ مسلمان ہے کہ جس کے اخلاق بلند اور پاکیزہ ہوں اور عورتوں بیویوں کے ساتھ مدارات کا برتاؤ کرتا ہو، لطف و کرم کرتا ہو ـــــ تو مرد کو تو ہدایت دی کہ لطف وکرم کرو ـــــ اور یہ عقلاً بھی ضروری ہے کہ عورت اپنے ماں باپ اپنے عزیزوں سب سے الگ تھلگ ہو کر اس کے پاس آگئی ہے۔ وہ بھی سخت دلی کرے تو اس کا ٹھکانہ کہیں نہ ہوگا اس نے سب کو چھوڑا خاوند کی وجہ سے خاوند نے چھوڑا بداخلاقی کی وجہ سے، تو اس کا کہیں سہارا باقی نہ رہے گا۔ اس لئے فرمایا گیا کہ: الطفکم اھلاً۔ وہی قابلِ تکریم ہیں عنداللہ جو سب سے زیادہ لطف وکرم سے پیش آنے والا ہو ازواج کے ساتھ۔ اس لئے حضورؐ نے ازواج مطہرات کے ساتھ انتہائی لطف وکرم کا برتاؤ فرمایا۔ قدم بقدم دلجوئی فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ایک دفعہ حضورؐ نے فرمایا آؤ ہم اور تم مل کر دوڑیں اور دیکھیں کون آگے نکلتا ہے، دوڑ ہوئی تو حضورؐ آگے نکل گئے اور صدیقہؓ پیچھے رہ گئیں۔ اس کے بعد جب عمر شریف آخیر ہوئی اور بدن تھوڑا سا بھاری ہو گیا۔ پھر فرمایا چلو دوڑیں۔ اب کے حضرت صدیقہؓ آگے نکل گئیں، بدن چھریرا تھا اور حضورؐ ذرا بھاری ہو گئے تو فرمایا: تلک بتلک۔ یہ اس کے بدلے رہا۔ اب کوئی کہے کہ انبیاء کرامؑ کو بھاگ دوڑ سے کیا تعلق وہ تو دین اور رہنمائی سعادت پیدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ یہ بھاگ دوڑ کیسی ـــــ؟

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جو بے تکلفی حتّٰی کہ لہو و لعب جو نامناسب سمجھی جاتی ہیں، یہاں

حتیٰ کہ بعض اوقات حضرت صدیقہؓ کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھے ہیں۔ آپ نے منہ میں لقمہ رکھا تو حضورؐ نے چھین کر استعمال فرمایا حالانکہ وہ زمانہ تھا ایام کا۔ تو ایک طرف تو ہدایت فرمائی تھی کہ ایام میں عورت ناپاک نہیں ہوتی حقیقی نہیں حکمی ناپاک ہے۔ جاہلیت میں اسے ایام میں اچھوت سمجھا جاتا، اس کا رد کرنا مقصود تھا۔ اور آپ کو یہ تبلانا تھا کہ منہ بھی ناپاک نہیں، لقمہ بھی کھالیا۔ تو اس میں بھی ناپاکی نہیں اور ادھر اس بے تکلفی سے دل کو موہنا تھا اور دل پہ قبضہ کرنا تھا تو ایسی چیزیں انجام دیں کہ عورتوں کے ساتھ محبت و مروت اور اخلاق کا برتاؤ ہو اور عورتوں کو حکم دیا کہ تابعداری اور اطاعت کریں۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر غیر اللہ کیلئے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں، یہ انتہائی تاکید تھی کہ عبادت تو نہیں کرسکتیں لیکن اطاعت اور توقیر جتنی کرسکے وہ کی جاوے۔

——تو جس گھر کے اندر ایک طرف سے شفقت ہو دوسری طرف سے اطاعت ہو تو اس سے بہتر خوشگوار زندگی بھلا کہیں ہوسکتی ہے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو جائے کہ مرد میں سخت گیری ہو اور عورت میں بجائے اطاعت کے سرکشی بغاوت اور تمرّد ہو وہ گھر کبھی نہیں پنپ سکتا۔ پھر عورتیں تو ناقص العقل ہوتی ہیں۔ اس لئے مرد کو بغیر صبر و تحمل کے کوئی صورت نہیں۔ تو مرد کا فرض ہے کہ تحمل اور داشت و برداشت کا معاملہ کرے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے کہ عورت پسلی سے پیدا ہوئی ہے، حضرت آدم کی پسلی سے۔ اور پسلی تو خلقۃً ٹیڑھی ہوتی ہے۔ اگر سختی سے درست کرنا چاہے ٹوٹ جائے گی ویسے چھوڑا تو اور زیادہ مڑ جائے گی۔ تو اعتدال سے کام لینا ہوگا۔ کچھ نرمی کچھ گرمی، محبت بھی پیار بھی اور کبھی دھمکی بھی دیدی —— ع درشتی و نرمی بہم ——الخ

دونوں سے مل کر کام چلتا ہے جیسے جراح نشتر بھی لگاتا ہے اور مرہم بھی کہ ٹھنڈک پہنچ جائے۔ اب اگر مرد چاہے کہ عورت میری اتنی عقلمند ہو تو فطرت کے خلاف ہے۔ بلکہ ایک طرف صبر و تحمل اور شفقت اور دوسری طرف اطاعت اور یہ سمجھ کر کہ اللہ نے اسے میرے حصہ میں لگایا تو اس کے حقوق کی ادائیگی میرا فرض ہے۔ فرمایا:

تنکح المرأۃ لمالها ولجمالها ولحسبها ولدینها۔ چار وجوہ سے شادی کی جاتی ہے کہیں تو حسن و جمال کی وجہ سے کہ طبیعت مائل ہے کبھی مال کی وجہ سے کہ عورت مالدار ہے۔ تو مال میرے بھی کام آئے گا، کبھی حسب کی وجہ سے کہ حیثیت عرفی اور خاندان اونچا ہے۔ میں بھی شامل ہوں گا تو میں بھی اونچا ہو جاؤں گا۔ اور کبھی دین کی وجہ سے کہ عورت صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے۔ تو فرمایا کہ: فاظفر بذات الدین —— ترجیح دو دینی حیثیت کو اس لئے کہ حسن کو بڑھاپا ختم کر دیتا ہے بیماری ختم کر دیتی ہے مدار تعلق یہ تھا ختم ہو گیا تو تعلق بھی بگڑ جائے گا، وہ کیفیت انشراح بھی ختم ہو جائے گی۔ اسی طرح مال بھی چلتی چھاؤں ہے۔ ہزاروں امیر غریب ہوتے دیکھے گئے تو اعتبار کی چیز نہیں مال ختم ہو گیا تو تعلق بگڑے گا۔ اور حیثیت عرفی کی وجہ سے تو انقلابات میں خاندان اونچے نیچے اور نیچے اونچے ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی گھٹتی اور بڑھتی چیز ہے۔ تو جب مدار تعلق خاندان ہو تو ناپائیدار چیز ہوگی۔ مگر دین سدا بہار چیز ہے جب

دین کی وجہ سے تعلق ہوگا تو مرد یہ کہے گا کہ اللہ نے اسے میرے حصہ میں رکھا ہے چاہے صاحب مال ہے یا غریب چاہے صاحب جمال ہے یا نہیں چاہے خاندان والی ہے یا نہیں ، حیثیت بلند ہے یا نہیں مگر میرا فرض تو حقوق پورے کرنا ہے ۔ بیوی سمجھے گی کہ خدا نے میرے حصے میں لگایا تو مجھے تو اطاعت کرنی ہے ۔ دین تو مرتے دم تک ہے ۔ دوامی چیز ہے تو اس پر مبنی تعلق بھی دوامی ہوگا اس لئے فرمایا کہ : فاظفر بذات الدین — بہرحال مرد کو حکم دیا گیا کہ تجھے قوام بنایا گیا ہے ۔ تو حکمران کو ہدایت شفقت کی ہوئی ، اور محکوم کو کہا گیا کہ تیرا کام اطاعت ہے ۔ اس واسطے نکاح کے سلسلہ میں بنیادی چیز ایک جانب شفقت اور دوسری طرف اطاعت ہے پھر معیشت منزل واقعی جنت بن جاتی ہے ۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

■■

تربیت السالک مبوب

حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی ؒ کو حق تعالیٰ نے اس امت کے لئے مصلح اور مربی بنا کر بھیجا تھا ۔ ہزاروں لاکھوں افراد جو کفر و شرک فسق و فجور ، تکبر ، ریا ، حسد ، حرص ، غصہ اور طرح طرح کے امراض کا شکار تھے ۔ حضرت ؒ کی ہدایات و تعلیمات اور اصلاحی و تربیتی نسخوں کے ذریعہ شفایاب ہو کر نہ صرف کامل بلکہ پوری امت کیلئے کامل گر اور مصلح بن گئے یہ کتاب حضرت تھانوی ؒ کے ایسے ہی اصلاحی و تربیتی خطوط کا مجموعہ ہے اسی نام سے ایک مجموعہ ۱۳۲۲ھ سے ۱۳۵۰ھ تک کے خطوط پر مشتمل پہلے شائع ہو چکا ہے — لیکن ۱۳۵۱ھ سے ۱۳۶۲ھ تک ۱۲ سال کے خطوط جو آج تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے تھے پہلی بار ادارہ تالیفات اشرفیہ سے شائع ہوئے ہیں ۔ اعلیٰ کتابت ، عکسی طباعت ، سفید کاغذ اور سنہری ڈائی دار جلد کے ساتھ ۲۰×۲۶/۸ سائز کے ۴۸۴ صفحات پر مشتمل کتاب ۔ قیمت -/۲۴ روپے

ناشر : ادارۂ تالیفات اشرفیہ جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ لاہور

پی سی ٹی
پرزہ جات سائیکل

پاکستان میں سب سے اعلیٰ اور معیاری

مارکہ

بٹ سائیکل سٹورز ۔ نیلا گنبد ۔ لاہور

فون نمبر 65309

عمارتی شیشہ

اپنی عمارات میں شیشے کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیجیے

کیونکہ

یہ دیگر عمارتی سامان کی نسبت سستے داموں میسّر ہے

گذشتہ دس سالوں میں شیشے کی قیمتیں صرف دوگنی ہوئی ہیں ——!

اور

دیگر عمارتی سامان کی قیمتوں میں ۲۰۰ فیصد سے ۵۰۰ فیصد کا اضافہ ہُوا۔

- شیشہ آپ کے مکان کو ہوادار، روشن، اور جراثیم سے پاک رکھتا ہے۔
- شیشے کی دیکھ بھال پر کچھ خرچ نہیں اٹھتا جبکہ دیواروں پر لگا ہے پلستر، قلعی وغیرہ پر کثیر رقم صَرف ہوتی ہے۔
- شیشہ زیرِ استعمال لاکر آپ ایک پاکستانی صنعت کی سرپرستی کرتے ہیں۔

جرمن ماہرین کی نگرانی میں تیار شدہ خواجہ گلاس

درآمدی شیشے سے سستا، مگر کوالٹی کے اعتبار سے بہتر

اپنے شہر کے اسٹاکسٹ

سے طلب فرمائیں

خواجہ گلاس انڈسٹریز لمیٹڈ حسن ابدال

۳- ایبٹ روڈ - لاہور

۴۳/ای - بینک روڈ - راولپنڈی